قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ البقرۃ

(۱۴)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ فَہِیَ کَالۡحِجَارَۃِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَۃً ؕ
وَ اِنَّ مِنَ الۡحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنۡہُ الۡاَنۡہٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَشَّقَّقُ
فَیَخۡرُجُ مِنۡہُ الۡمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنۡہَا لَمَا یَہۡبِطُ مِنۡ خَشۡیَۃِ اللّٰہِ ؕ وَ مَا اللّٰہُ

(تم یہی کرتے رہے [۱۸۸] یہاں تک کہ) اِس کے بعد پھر تمھارے دل سخت ہو گئے، اِس طرح کہ گویا وہ پتھر ہیں یا اُن سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور اُن سے پانی بہ نکلتا ہے اور ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں [۱۸۹]۔ (یہ حقیقت ہے کہ تم یہی کرتے رہے ہو)، اور جو

۱۸۸۔ یعنی دین و شریعت کے ساتھ اسی طرح حیلہ بازی، کٹ حجتی اور ڈھٹائی کا معاملہ کرتے رہے۔

۱۸۹۔ مطلب یہ ہے کہ پتھر تو پتھر ہو کر بھی اُن صلاحیتوں سے محروم نہیں ہوتے جو قدرت کی طرف سے

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ
ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کچھ تم کرتے رہے ہو، اللہ اُس سے بے خبر نہیں ہے[۱۹۰]۔ ۷۴

اِس[۱۹۱] کے باوجود، (مسلمانو) کیا تم اِن سے یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمھاری بات مان لیں گے، اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اِن میں سے ایک گروہ اللہ کا کلام سنتا رہا ہے اور اِسے اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد جانتے بوجھتے[۱۹۲]، اِس میں تحریف[۱۹۳] کرتا رہا ہے۔ اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جب مسلمانوں سے

اُن کے اندر ودیعت ہوتی ہیں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ طور کس طرح لرزہ براندام ہوا اور تمھارے لیے کس طرح ایک چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ لیکن یہ تم ہو کہ اخلاقی بگاڑ نے تمھارے دل کی تمام سوتیں اس طرح خشک کر دی ہیں کہ تمھارے سینے میں دھڑکتا ہوا گوشت کا یہ لوتھڑا پتھر بن گیا ہے، بلکہ اس کی سختی پتھروں اور چٹانوں کی سختی سے بھی بڑھ گئی ہے۔

۱۹۰۔ یعنی وہ تمھارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے، اُس کے سامنے اپنے تقدس اور بزرگی کی حکایت نہ بڑھاؤ۔

۱۹۱۔ یہود سے خطاب کے بیچ میں یہ مسلمانوں کی طرف التفات ہے۔ اِسی طرح کا ایک التفات اِس سے پہلے آیات ۲۱-۲۹ میں یثرب کے مشرکین کی طرف گزر چکا ہے۔ اس سے مقصود مسلمانوں کو یہ اطمینان دلانا بھی ہے کہ وہ یہود کی مخالفت سے بددل نہ ہوں اور یہود کی بعض پسِ پردہ حرکتوں سے انھیں آگاہ کرنا بھی ہے تاکہ سادہ لوح مسلمان اُن کے ایمان کے دعووں سے متاثر ہو کر اُن کے فریب میں نہ آجائیں۔

۱۹۲۔ تحریف کے ساتھ یہ قید اس بات کو واضح کرتی ہے کہ تحریف پر تحریف کا اطلاق اُسی وقت ہوتا ہے جب وہ جانتے بوجھتے ہوئے کی جائے۔ یہی چیز تحریف کو ایک سنگین جرم بناتی ہے اور اس کے مرتکبین کو اُس روشنی سے یک قلم محروم کر دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ذریعے سے انسانوں کو بخشتا ہے۔

۱۹۳۔ تحریف کے معنی کسی بات یا کلام کو بدل دینے کے ہیں۔ اہلِ کتاب اس کی جن صورتوں کے مرتکب

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ
اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے مان لیا ہے[۱۹۴] اور جب آپس میں اکیلے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: کیا تم اِن کو وہ بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولا ہے کہ وہ اِس کی بنیاد پر تمھارے پروردگار کے پاس تم سے حجت کریں۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں،

ہوئے، وہ استاذ امام امین احسن اصلاحی کے الفاظ میں یہ ہیں:

''ایک بات کی دیدہ و دانستہ ایسی تاویل کر دی جائے جو قائل کے منشا کے بالکل خلاف ہو۔

کسی لفظ کے طرزِ ادا اور قراءت میں ایسی تبدیلی کر دی جائے جو لفظ کو کچھ سے کچھ بنا دے۔ مثلاً مروہ کو بگاڑ کر مورہ یا مریا وغیرہ کر دیا گیا۔

کسی عبارت میں یا کلام میں ایسی کمی بیشی کر دی جائے جس سے اس کا اصل مدعا بالکل خبط ہو کر رہ جائے مثلاً، حضرتِ ابراہیم کے ہجرت کے واقعے میں یہود نے اِس طرح ردوبدل کر دیا کہ خانہ کعبہ سے ان کا کوئی تعلق ثابت نہ ہو سکے۔

کسی ذو معانی لفظ کا وہ ترجمہ کر دیا جائے جو سیاق و سباق کے بالکل خلاف ہو۔ مثلاً عبرانی کے ابن کا ترجمہ بیٹا کر دیا گیا، دراں حالیکہ اس کے معنی بندہ اور غم کے بھی آتے ہیں۔

ایک بات کا مفہوم بالکل واضح ہو، لیکن اس کے متعلق ایسے سوالات اٹھا دیے جائیں جو اس واضح بات کو مبہم بنا دینے والے یا اس کو بالکل مختلف سمت میں ڈال دینے والے ہوں۔'' (تدبرِ قرآن ج ا ص ۲۵۲)

۱۹۴۔ یہود یہ اقرار جس مفہوم میں کرتے تھے، اس کی وضاحت ہم اس سے پہلے حاشیہ ۲۶ کے تحت کر چکے ہیں۔ یہاں اتنی بات مزید واضح ہوتی ہے کہ اپنے اس خاص مفہوم میں وہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے تو اس موقع پر بعض اوقات وہ پیشین گوئیاں بھی بیان کر دیتے تھے جو آپ کے متعلق ان کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ
الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا
قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾
وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا

اللہ اُن سب باتوں سے باخبر ہے۔ اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اِن میں بن پڑھے عامی[۱۹۵] بھی ہیں جو کتابِ الٰہی کو صرف اپنی آرزوؤں[۱۹۶] کا ایک مجموعہ سمجھتے ہیں اور اپنے گمانوں ہی پر چلتے ہیں ــــــ سو تباہی ہے اُن کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شریعت تصنیف کرتے ہیں[۱۹۷]، پھر کہتے ہیں: یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اِس کے ذریعے سے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں۔ سو تباہی ہے اُن کے لیے اُس چیز کے باعث جو اُن کے ہاتھوں نے لکھی اور تباہی ہے اُن کے لیے اُس چیز کے باعث جو (اِس کے ذریعے سے) وہ کماتے ہیں ــــــ اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) اِنھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ دوزخ کی آگ اِنھیں صرف گنتی کے چند دنوں ہی کے لیے چھوئے گی[۱۹۸]۔ ان سے پوچھو، کیا اللہ

۱۹۵۔ اصل میں لفظ 'امیون' استعمال ہوا ہے۔ یہ 'امی' کی جمع ہے جس کے معنی ان پڑھ کے ہیں۔ اس آیت میں جس طرح ان کا ذکر ہوا ہے، اس سے یہ بات صاف نکلتی ہے کہ اوپر کلامِ الٰہی میں تحریف کرنے والے جس گروہ کا بیان ہے اس سے یہود کے علما اور پڑھے لکھے لوگ مراد ہیں۔

۱۹۶۔ یعنی مثال کے طور پر یہ آرزوئیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں گنتی کے چند روز ہی کے لیے چھوئے گی اور جنت میں صرف یہودی اور نصرانی ہی جائیں گے اور آخرت کی فوز و فلاح صرف ہمارے لیے ہی خاص ہے اور ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔

۱۹۷۔ اس سے مراد وہ طبع زاد اور من گھڑت فتوے ہیں جو یہود کے علما محض اپنی دنیوی اغراض کو پورا کرنے اور اپنے پیروؤں کو خوش کرنے کے لیے جاری کرتے تھے۔

۱۹۸۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجات کے معاملے میں ان کا سارا اعتماد عقیدہ و عمل کے بجائے صرف اپنی گروہی نسبت ہی پر رہ گیا تھا۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ
كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾

سے تم نے کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ کسی حال میں اپنے اُس عہد کی خلاف ورزی نہ کرے گا یا تم اللہ پر ایسی تہمت باندھ رہے ہو جس کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتے[۱۹۹]۔ ہاں[۲۰۰]، کیوں نہیں، جن لوگوں نے کوئی بدی کمائی ہے اور اُن کے گناہ نے اُنھیں پوری طرح گھیر لیا ہے، وہی دوزخ والے ہیں[۲۰۱]۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے، وہی جنت والے ہیں[۲۰۲]۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ۷۵-۸۲

۱۹۹۔ یعنی جس کی کوئی سند تمھاری کتاب میں موجود نہیں ہے۔ تم نے یہ بات محض اپنے جی سے گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دی ہے۔

۲۰۰۔ پچھلی فصل کے آخر میں جس طرح 'ان الذين آمنوا والذين هادوا' والی آیت آئی تھی، اسی طرح دوسری فصل کے آخر میں یہ آیت وارد ہوئی ہے۔ دونوں کا موقع و محل اور مقصد ایک ہی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے مضامین کس خوب صورتی کے ساتھ اس کے نظم میں پروئے ہوئے ہیں۔

۲۰۱۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے اور وہ برائی اس کی زندگی کا اس طرح احاطہ کر لے کہ وہ خدا کے حضور میں پیشی کے شعور اور توبہ و ندامت کی توفیق ہی سے محروم ہو جائے تو اس کے لیے ہمیشہ کی جہنم ہے خواہ اس کا تعلق کسی گروہ سے ہو۔

۲۰۲۔ یعنی خواہ ان کا تعلق کسی گروہ سے ہو، وہ بہر حال جنت میں جائیں گے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com